پاکستانی علاقوں میں رواج پذیر رسم وٹہ سٹہ
(عصری اور شرعی حوالے سے تحقیقی جائزہ)

*جناب ارشد منیر لغاری
**ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

This paper studies the marriage custom of watta satta in rural Pakistan. Principally, it's a tribal custom in Pakistan of exchange of brides between two clans. But as well tribal areas, it is widely followed/practiced in different areas of Pakistan and known with different name. This is an old age tradition. Watta-Satta is the practice of bartering bride for bride. In order for you to marry off your son, you must also have a daughter to marry off in return. Watta-Satta may have many reasons i.e. security, honour, poverty etc. The nobility of some cultures tend to use Watta-Satta among different factions or states as a method to secure social ties between them. The betrothal is considered a binding contract upon the families. The breaking of a betrothal can have serious consequences both for the families and for the betrothed individuals themselves. It is considered an illegal Nikah due to similarity with NIKAH -E -SHIGHAR which is forbidden in Sharia. But it's not true in actual fact, Although it has many demerits and imperfection, but there are a little reasons and sense due to which it has become officially permitted.

رسم وٹہ سٹہ مجموعی طور پر پورے پاکستان میں مختلف ناموں کے ساتھ رائج ہے، رسم ہذا کو پنجاب اور بلوچستان میں وٹہ وسٹہ، سندھ میں اڈو بڈو اور سرحد میں بدل کہا جاتا ہے۔ اس رسم میں رشتہ صرف اسی صورت میں طے ہوتا ہے کہ لڑکے والے رشتہ کرتے وقت لڑکی لیں بھی اور دیں بھی۔ فصل ہذا میں رسمِ وٹہ سٹہ کا تعارف کروانے کے ساتھ اس کی تاریخ، جغرافیائی حدود اور مختلف علاقوں میں ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں کونسی صورتوں میں یہ رسم لازمی ہوتی ہے اور یہ کہ اس رسم کے تحت کئے گئے رشتے کس طرح کامیاب، ناکام یا تقریباً صحیح ثابت ہوتے ہیں، اور پھر آخر میں قرآن وحدیث کی رو سے اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ اس رسم کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس حد تک درست ہے۔

* لیکچرر، زرعی کالج، ڈیرہ غازی خان
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

رسم وٹہ سٹہ

لغوی معانی

رسم وٹہ سٹہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے

1- وٹہ 2- سٹہ

وٹہ کے لغوی معنی

-1	بٹہ، سٹہ، رشتے کے بدلے رشتہ	-2	اینٹ، پتھر، سل وغیرہ
-3	عوض، بدلہ، عوضانہ	-4	نقصان خسارہ (۱)

سٹہ کے لغوی معانی

سٹہ کے لغوی معنی ''سودا، تجارت، لین دین، معاہدہ، کفالت اور شرط بازی کے ہیں''۔(۲)

اصطلاحی معانی ومفاہیم:

وٹہ سٹہ پاکستان میں دو خاندانوں میں دلہنوں کے تبادلے کا قبائلی نظام ہے۔ وٹہ سٹہ دلہن کے بدلے دلہن لینے کا عمل ہے۔ دوسرے لفظوں میں شادی کے وقت خاندان میں دلہنوں کے تبادلہ کا نام ہے۔ آپ کے بیٹے کی شادی کے لئے بدلے میں آپ کی بیٹی کا ہونا ضروری ہے، بیٹے کی بیوی کے بدلے میں دینے کیلئے بہن نہیں ہے تو دور پرے کی رشتہ کی کزن دی جاسکتی ہے۔ اس طرح اگر کوئی متبادل موجود نہیں تو یہ تبادلے کی شادی نہیں ہوگی۔

تعارف

یہ رسم تقریباً ملک بھر میں مختلف ناموں سے موجود ہے۔ اس کو پنجاب میں وٹہ سٹہ، سندھ میں اڈو بڈو اور سرحد میں بدل کہتے ہیں۔(۳)

یہ شادیاں عام طور پر اس وقت کی جاتی ہیں جب برابر کا رشتہ میسر نہ آئے۔ وٹے کی شادیاں بعض اوقات باہمی رضامندی سے بھی طے پائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ خاندان کے تحفظ کی خاطر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس انداز میں شادیاں طے کردی جائیں۔ اس قسم کی شادیاں عام طور پر ایک ہی برادری میں طے پاتی ہیں تاکہ لڑکی جب ایک گھر سے اٹھ کر دوسرے گھر جائے تو اسے اجنبیت کا احساس نہ

ہو اور نہ ہی جائیداد کی تقسیم کا عمل سامنے آسکے۔

Neither the boy nor the girl can object to their decision and even if the matter is not compatible,which may happen in many cases,both of them have to bow before their elders.resentment by either of the two is taken as an act of gross disobedience,not worthy of forgiveness by the society.(۴)

ان شادیوں سے مختلف قسم کے مسائل جنم لیتے ہیں اور خوامخواہ دو خاندانوں کے درمیان کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ فریقین میں سے اگر کسی ایک فریق کی غلطی ہو تو اس کا خمیازہ دوسرے کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔نتیجتاً دونوں خاندان ضد میں آکر تباہی کے راستے پر چل پڑتے ہیں اور بعض اوقات اپنی اپنی ناک کو اونچا رکھنے کے لئے معاملہ عدالت تک جا پہنچتا ہے۔ جہاں وقت اور پیسے کا ضیاع ہوتا ہے اور خاندان کی باہمی دشمنیوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ان شادیوں میں نہ عمر کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور نہ جذبات واحساسات کا۔(۵)

سید کمال اور ثریا خان وٹے سٹے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

This Practice can be described simply as the exchange of women between families. This exchange is carried out in a particular matrimonial. I will marry your sister and you will marry mine. One woman is given to a family in exchange for another. The relationship thus established is used to maintain a kind of "balance" between the two families. If there should be a falling out in relationships between the two families, these women are used to take revenge.(۶)

رسم ہذا عموماً دو خاندانوں کے درمیان عورت کے تبادلہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ تبادلہ ایک خاص انداز شادی کی طرح انجام پاتا ہے۔میں آپ کی بہن سے شادی کروں گا اور آپ میری بہن سے شادی کریں گے،ایک خاندان سے ایک عورت لے کر اسے دوسری عورت دے دی جاتی ہے،اس طرح کے تعلق کو دونوں خاندانوں کے درمیان ایک معتدل راستہ تصور کای جاتا ہے،اگر دونوں خاندانوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو خواتین کو بطور انتقام استعمال کیا جاتا ہے۔

تاریخ وجغرافیائی حدود

وٹہ سٹہ کی رسم بہت قدیم ہے،اس کا ذکر بائبل میں بھی ملتا ہے☆ قبل از اسلام نکاح کی جتنی صورتیں تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بغیر مہر کے سانٹہ گانٹہ کر لیتے تھے،یعنی اپنے لڑکے سے دوسرے کی لڑکی کا نکاح

اور بدلے میں اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے کے لڑکے سے۔(۷)

موجودہ دور میں اگر ہم اپنے اردگرد کے مذاہب اور معاشروں میں نظر دوڑائیں تو ہندوؤں اور سکھوں میں یہ (وٹہ سٹہ) عام نہیں کیونکہ ان کے مذاہب کے مطابق وہ نزدیکی رشتوں میں شادیاں نہیں کر سکتے اور اسی وجہ سے وہ اس رواج سے محفوظ ہیں۔

رسم وٹہ سٹہ پاکستان میں اندرون سندھ، جنوبی پنجاب، سرحد اور بلوچستان کے علاقوں میں رائج ہے۔ پنجاب میں جنوبی پنجاب، خاص طور پر ملتان، راجن پور اور ڈیرہ غازی خان جبکہ سرگودھا کے محنت کش طبقے اور میانوالی کے علاقوں میں وٹہ سٹہ کی مختلف اقسام رائج ہیں۔ عام طور پر برادری سے باہر شادی اور محبت کی شادی کو قبول نہیں کیا جاتا۔ میاں والی اور اٹک میں محبت کی شادی پر قتل ہو سکتے ہیں۔ عموماً چچازاد، تایازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہن بھائیوں کے درمیان شادی ہوتی ہے وٹہ سٹہ کا رواج سندھ میں کثرت سے پایا جاتا ہے اور یہ تقریباً ہر شکل میں موجود ہے۔

Watta-Satta is practiced in all families including educated families and people have successful life. But the people of rural areas have better experiences.(۸)

وٹہ سٹہ۔ چند انٹرویوز

وٹہ سٹہ کے ذیل میں چند واقعات سے قبل کچھ انٹرویوز بھی درج کئے جا رہے ہیں جن سے رسم ہذا کو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ پہلا انٹرویو روزنامہ پاکستان میں شائع ہوا ہے، جبکہ آخری دو انٹرویوز عظمی احمد متعلم ایم اے علوم اسلامیہ ڈگری کالج ڈیرہ غازی خان کے ذریعے راقم نے لیے ہیں۔

س۔ آپکے خاندان میں کتنے عرصے سے یہ شادیاں ہو رہی ہیں؟

ج۔ ہماری نانی، دادی، ساس سب کی وٹے سٹے کی شادیاں ہوئیں ہیں اور ان سے پہلے بھی جانے کب سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور کتنے لوگوں کو اس وجہ سے قربانیاں دینی پڑیں گی۔ کیونکہ ہمارے خاندان میں یہ کہا جاتا ہے کہ مر جائیں گے۔ بیٹیاں اور بیٹے کاٹ پھینکیں گے۔ لیکن خاندان سے باہر شادی ناممکن ہے۔

س۔ عمر کا لحاظ رکھا جاتا ہے شادی کیلئے یا نہیں؟

ج۔ بالکل نہیں! کیونکہ اگر لڑکی سے 10 سال بھی لڑکا چھوٹا ہے تو اس کی بہن کو گھر لانے کیلئے

لڑکی کی شادی اس سے کردی جائے گی۔اور چونکہ یہ فیصلہ بڑے لوگوں کا ہوتا ہے اس لئے بچے اس سلسلے میں اف تک نہیں کر سکتے۔اورانہیں ماں باپ کی مرضی کی خاطر سر جھکانا پڑتا ہے۔

س۔ کتنے فی صد یہ شادیاں کامیاب ہوتی ہیں؟

ج۔ جب ہماری شادی ہوئی اس وقت میرے تین بھائیوں کی بھی شادیاں ہوئیں جن میں سے صرف دو کامیاب ہوئیں اوراگر ہماری طرف دیکھا جائے تو اسے بھی کامیاب کہنا غلط ہوگا یہ صرف ایک سمجھوتا ہے جو ہم نے اپنے بھائیوں کی خاطر اوراپنے ماں باپ کی خاطر حالات سے کرلیا ہے۔لیکن اس میں ہماری دلی خوشی بہت کم ہے۔یایوں کہیں کہ ہم اپنے بچوں کی خاطر حالات سے سمجھوتا کرنے پر مجبور ہیں۔

س۔: گھر کی گزر بسر صحیح طرح سے ہوتی ہے؟

ج: بالکل نہیں غربت کا یہ عالم ہے کہ اتنے عرصے میں بمشکل کبھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب ہوتی ہے ساس سسر نے کام کرنے پر مجبور کیا اوراب ہم لوگوں کے گھروں میں کام کر کے دو وقت کی روکھی سوکھی کھاتے ہیں اس پر بھی خاوند مارتا ہے اور خود کچھ خاص نہیں کماتا۔جبکہ اگر ہماری بھابیوں کی فرمائشیں پوری نہ ہوں تو انہوں نے بھائیوں کی ناک میں دم کیا ہوتا ہے اور وہ اس کیلئے بھی کہیں نہ کہیں ہمیں ہی ذمہ دار ٹھہراتی ہیں۔

س: آپکے والدین کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟

ج: ہمارے بہن بھائیوں کی تعداد تیرہ (13) ہے۔ 8 بہنیں اور 5 بھائی اس قسم کی شادیاں انہیں یہ فائدہ دیتی ہیں کہ بغیر ایک روپیہ خرچ کے لئے ہماری شادیاں ہوئیں کوئی جہیز نہ لیا نہ دیا ایک جوڑا یا ایک برتن تک ہمیں یا ہماری بھابیوں کو نہیں ملا۔صرف لڑکیوں کا تبادلہ کر دیا گیا۔لیکن اس سے ہمارے والدین کا بوجھ ہلکا ہوگیا۔

س: سسرال والوں کا رویہ کیسا رہا؟ شادی سے اب تک کس طرح گھر اور کام کو سنبھالتی ہیں؟

ج: سسرال والوں کا رویہ بس ٹھیک ہی تھا۔کام کرنے پر مجبور کیا لیکن اس سے بعد میں ہمیں تھوڑا فائدہ ہوگیا۔اور بچے کو گھر چھوڑ کر جاتی ہوں مشکل تو ہوتا ہے۔لیکن گزارہ کرنے کیلئے یہ بہت ضروری ہے۔ورنہ ہمیں بھوکوں مرنا پڑے گا۔

س: آپ لوگوں کو کس طرح کے مسائل پیش آتے ہیں۔

ج: جب کبھی بھابھی کی فرمائش پوری نہ ہو یا پھر بھائی اسے ایک لفظ بھی غصے کا بول دے تو

ہمیں بھگتنا پڑتا ہے۔خاوند مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میری بہن کو کانٹا چبھا تو میں تم پر اذیت کے پہاڑ توڑ دوں گا۔

س: اگر ایک شادی ناکام ہو جائے تو اس سے دوسری کو فرق پڑتا ہے؟

ج: جی ہاں! اگر ایک شادی ٹوٹ جائے تو دوسرے کے گھر والے لڑکی کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ طلاق لے اسے مارا جاتا ہے۔۔ذلیل کروایا جاتا ہے اور اس سے زبردستی طلاق دلوادی جاتی ہے۔اس لئے یہ شادیاں بہت نازک ہوتی ہیں۔ہمیں اپنی شادیاں بچانے کیلئے دونوں طرف کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔اس سروے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ لڑکی کو ماں باپ کی خاطر یا پھر بھائیوں کی خوشی کی خاطر قربانی دینی پڑتی ہے۔اور اس شادی میں انہیں جہاں اور جس عمر کے آدمی کے ساتھ منسلک کر دیا جائے انہیں جانا پڑتا ہے۔ جس شادی کی بنیاد ہی اتنی کمزور ہو اسکا قائم ودائم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔لیکن ایک بڑی خامی یہ ہے کہ اس مسئلے کا زیادہ تر شکار لوگ غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں وہ نہ تو اس کے خلاف آواز اٹھانا جانتے ہیں اور نہ ہی اس کا شعور رکھتے ہیں۔(۹)

ذیل میں ایسی خاتون کا انٹرویو کیا جارہا ہے کہ جسکی شادی وٹہ سٹہ کے تحت اپنے خاندان بلکہ چچا کے بیٹے سے ہوئی اور چچی کی بیٹی انھوں نے اپنے بھائی کے لیے لی۔مگر بعد میں حالات اس قدر خراب ہو گئے نوبت طلاقوں تک پہنچ گئی اور دونوں طرف سے طلاقیں دلوادی گئیں یہ خاتون ضلع ڈیرہ غازی خان کے علاقے سے تعلق رکھتی ہیں۔اِس خاتون سے لیا گیا انٹرویو پیش خدمت ہے۔(۱۰)

س: آپکے خاندان میں پہلے بھی وٹہ سٹہ ہوا ہے۔

ج: بالکل جی! ہمارے خاندان میں شروع ہی سے وٹہ سٹہ کی شادیاں ہو رہی ہیں۔اور یہ تصور ہی نہیں کیا جاتا کہ وٹہ سٹہ کے بغیر رشتہ بھی ہو سکتا ہے اگر کنوارہ لڑکا نہ بھی تب بھی وٹے سٹے والی لڑکی سے شادی شدہ بندہ دوبارہ شادی کر لیتا ہے یعنی کسی نہ کسی صورت میں لڑکی دینے کے بدلے میں لڑکی لینی ہے۔

س: یہ شادیاں کامیاب بھی رہتی ہیں یا نہیں؟

ج: کامیاب تو خیر آپ اس صورت میں کہہ سکتی ہیں سمجھوتے کے تحت دل کی رضامندی کے بغیر زندگی کو کسی نہ کسی طریقے سے گزارنا ہوتا ہے۔لیکن ناکام بھی ضرور ہوتیں ہیں۔ ہماری مثال آپ کے سامنے ہے۔دونوں طرف سے رشتے ٹوٹ گئے اور طلاقیں ہو گئیں اس سے زیادہ عبرت انگیز انجام اور کیسا ہو گا۔

س: آپ کی شادی وٹہ سٹہ کے تحت ہوئی؟ دونوں خاندانوں کی دلی رضامندی سے یہ رشتہ طے ہوا تھا؟

ج: بالکل میرے چچا کے گھر میرا رشتہ طے ہوا۔ چچا کی بیٹی کا میرے بھائی کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور یہ دونوں خاندانوں کے باہمی رضامندی سے طے ہوا بلکہ چچا تو کہتے تھے کہ کرنا ہے تو اپنے بھائی سے ہی کرنا ہے دوسری کسی جگہ نہ بیٹی دوں گا نہ لوں گا۔

س: شادی کے بعد کس قسم کے حالات پیش آئے؟

ج: پہلے میری شادی ہوئی اور اس کے ایک ہفتہ کے بعد بھائی کی ہوئی۔ شادی کے بعد شروع میں تو حالات ٹھیک تھے چچا اور چچی کا رویہ ٹھیک تھا مگر بعد میں تقریباً ایک سال بعد حالات خراب ہونا شروع ہو گئے اور پھر خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئے۔

س: اس کی وجہ کیا تھی؟

ج: آپ چونکہ پڑھی لکھی سمجھدار ہیں لہذا اس بات کو بخوبی سمجھ سکتی ہیں کہ کسی گھر کو بنانے میں احسن طریقے سے چلانے میں یا اس کو اجاڑنے میں ہمیشہ عورت کا اپنا ہاتھ ہوتا ہے لیکن مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورت سے زیادہ ذہین اور قوی پیدا کیا ہے اگر وہ سمجھداری سے کام لے تو وہ بھی رشتوں کو ٹوٹنے سے بچا سکتا ہے۔ لیکن ہماری تباہی میں عورت نے تو اپنا کام ویسے بھی کر دکھایا مگر مردوں کی اشتعال انگیزی کا بھی زیادہ ہاتھ ہے۔

س: مثلاً

ج: ہماری بھابھی اکلوتی ہونے کے باعث تھوڑی خودسر اور نک چڑھی تھی۔ حالانکہ بھائی کا اپنا کاروبار ہے۔ لیکن اس کا کوئی دن جھگڑے کیے بغیر گزرتا ہی نہیں تھا۔ اور پھر ویسی ہی باتیں وہ اپنی ماں کے پاس آکر کرتی تو اس کی ماں مجھ سے جھگڑتی اس کے علاوہ بھائی پر شک کرنا، بدزبانی کرنا ہر سیدھی بات کو الٹا سمجھ کر فساد کرنا اور پھر آخر کار وہ ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ گئی الزام لگایا کہ مجھے خرچہ نہیں دیتے ظلم وتشدد کرتے ہیں لہذا میں اس گھر میں گزارہ نہیں کر سکتی۔ لہذا میری ساس نے مجھے گھر سے نکال دیا اور میں اپنے والدین کے گھر آ گئی۔

س: . آپ کے چچا اور خاوند نے آپ کا ساتھ نہیں دیا؟

ج: نہیں جی! کیونکہ ان کی اکلوتی بیٹی ان کی آنکھوں کا تارا ہے۔ جو اس کی کوئی بات نہیں

ٹالتے۔انہوں نے اس کا ہی اعتبار کیا۔

س: نوبت طلاق تک کیسے پہنچی؟

ج: میری بھابھی نے ضد پکڑلی کہ بس اب میں وہاں نہیں جاؤں گی۔ چنانچہ 6 ماہ بعد مجھے طلاق بھجوادی گئی اور بھابھی کی طرف سے تنسیخ کا دعویٰ دائر کردیا گیا۔ پھر بعد میں بھائی نے بھی طلاق دے دی۔حالانکہ میرا خاوند اچھا تھا میری اس سے لڑائیاں بھی نہیں ہوئی تھیں۔مگر بہن کی محبت میں اس نے اپنا گھر اجاڑ دیا۔

س: کتنا عرصہ ہوا ہے طلاق کو؟

ج: تقریباً دوسال ہوگئے ہیں

س: بچے ہیں آپ کے؟

ج: میری ایک بیٹی ہے اور میرے بھائی کا ایک بیٹا تھا۔میری بچی میرے پاس ہے اور بھائی کا بیٹا ان کے پاس

س: آپ کے بھائی نے دوسری شادی کی؟

ج: نہیں۔ بلکہ میرے شوہر نے کر لی ہے۔میرے گھر والے بہت نیک لوگ ہیں۔میرے اور میری بچی کیلئے واحد سہارا ہیں۔

س: ایسے والدین کیلئے کیا کہنا چاہیں گے جو ہر حالت میں خاندان میں اور وٹے سٹے کے تحت رشتہ کرنا چاہتے ہیں؟

ج: سنتے تھے کہ جب دو بھائیوں کی اولاد کی آپس میں شادی ہوئی تو لوگ کہتے کہ بھائی جڑ رہے ہیں ان کا رشتہ مزید مضبوط ہورہا ہے مگر یہاں تو بھائیوں اوران کے قائم کئے گئے رشتہ کوٹوٹنے میں منٹ بھی نہیں لگا۔والدین کی وٹہ سٹہ کے تحت شادی کرنے کی ضد ہی ان کی اولادکوداؤ پر لگاتی ہے۔اب اگر وٹہ سٹہ کی بجائے یک طرفہ رشتہ ہوتا تو شائدکوئی صورت نکل آتی مگر مجھے کس جرم کی سزا ملی ہے۔میرا گھر اور زندگی تو ایسے ہی انا واشتعال کی نذر ہوکر تباہ ہوگئی ہے۔

''دیکھیے یہ ہمارے معاشرے میں ظلم وزیادتی کی زندہ مثال ہے۔جو نہ صرف خاندانوں تک ہی قائم رہنے کی وجہ سے آنے والی نسل کیلئے بھاری ہے بلکہ معاشرے میں موجود بیمار ذہنوں کی عکاس ہے۔''

اس طرح ذیل میں ایک اور انٹرویو پیش کیا جا رہا ہے جو کہ ضلع راجن پور کے علاقے کی ایک خاتون سے لیا گیا ہے۔ جس کی شادی بھی وٹہ سٹہ کے تحت ہوئی لیکن یہاں صورتحال یہ ہے کہ وٹہ سٹہ ایک طرف سے تو کامیاب ہے مگر دوسری جانب بالکل کامیاب نہیں رہا جس کا جائزہ ذیل میں لیا جاتا ہے۔ مذکورہ خاتون دارالامان ڈیرہ غازی خان میں رہائش پذیر ہے۔(۱۱)

س: آپ کا نام

ج: فائزہ بی بی

س: آپ کی شادی کب ہوئی، اور بچے کتنے ہیں؟

ج: تقریباً آٹھ سال ہوگئے ہیں۔ میرے 6 بچے ہیں تین بیٹیاں اور 3 بیٹے۔

س: ذرا گھریلو حالات کے متعلق بتائیے اور یہ بتائیے کہ کس طرح آپ کی شادی وٹہ سٹہ کے تحت ہوئی؟

ج: میرا تعلق مستوئی قوم سے ہے۔ میں اور میرا بھائی بہت چھوٹے تھے۔ جب ہماری ماں فوت ہوگئی تب ہمارے ابا نے دوسری شادی کر لی۔ ہماری سوتیلی ماں کے دو بیٹے اور 1 بیٹی ہے۔ دوسری شادی کے بعد ابا کی ہم پر توجہ بہت حد تک کم ہوگئی۔ بچپن تو خیر جیسے تیسے گزر گیا مگر بڑے ہونے کے بعد جب شادی کا وقت قریب آیا تو اس وقت میرے سوتیلے بھائی نے ضد پکڑ لی کہ وہ ماچھی قوم کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب رشتہ مانگا گیا تو انہوں نے بدلے میں میرا رشتہ مانگا اور اس طرح میری شادی سوتیلے بھائی کے وٹہ میں ہوئی۔

س: خاوند کیا کرتا تھا۔

ج: خاوند کچھ نہیں کرتا بلکہ جوا کھیلتا تھا۔

س: آپ کے والد کو پتہ نہیں تھا؟

ج: کیوں نہیں تھا۔ مگر سوتیلی ماں اور بھائی کے آگے مجبور تھا۔

س: شادی کے بعد ابتدائی حالات بتائیے نیز گزر بسر کس طرح ہوئی تھی؟

ج: شادی کے پہلے تین چار دن تو خیر اتنا پتہ ہی نہیں چلا مگر بعد میں میں نے جس چیز کو دیکھا اور محسوس کیا اس سے مجھے حیرت کا جھٹکا لگا وہ یہ تھی کہ ماچھیوں کی تمام عورتیں مختلف علاقوں میں جا کر بھیک مانگتی ہیں دن کے وقت اور رات کو مرد اور عورتیں اکٹھے بیٹھ کر جوا کھیلتے ہیں۔ میرے خاوند کا بھی یہی حال تھا

جبکہ ادھر میرا بھائی کمانے والا تھا اور انکی بیٹی آرام سے گھر بیٹھ کر کھا رہی تھی۔

س: ان حالات میں آپ نے کیا کیا؟

ج: میں کیا کرتی۔ محنت مزدوری شروع کر دی دیہاتوں میں کپاس چننے اور کھیتوں میں بھی کام وغیرہ کروا کر پیسے لیتی۔ بچے پیدا ہوئے تو ان کا پیٹ پالتی۔ خاوند کو کچھ احساس نہیں تھا کہتا تھا جیسے دوسرے عورتیں بھیک مانگتی اس انجان شہروں میں چلی جاتی ہیں تم بھی چلی جایا کرو۔ مگر میں نے بھیک مانگنے پر محنت مزدوری کرنے کو ترجیح دی۔

س: آپ کے ابا بھائیوں وغیرہ نے آپ کے خاوند کو سمجھانے کی کوشش کی یا آپ کو خرچہ دینے پر مجبور کیا؟

ج: سوتیلا بھائی جس کے وٹہ میں میری شادی ہوئی وہ تو بالکل ہی بات نہیں سنتا اپنی زندگی میں خوش وخرم ہے۔ میری اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ابا نے بھی شوہر کو کہا مگر اس کے طور طریقے نہیں بدلے۔

س: آج آپ دارلامان میں ہیں؟ ان حالات سے اُن حالات تک کیسے آئیں؟

ج: میرے سگے بھائی اور ابا نے ایک دفعہ کچھ پیسے دیئے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ اس بستی سے دور شہر جا کر گھر کرائے پر لیتے ہیں یہاں بھی میں مزدوری کرتی ہوں وہاں بھی کرلوں گی۔ چنانچہ کسی نہ کسی طرح سے میں اسے لے کر شہر آ گئی گھر کرائے پر لیا اور لوگوں کے گھروں میں کام کرنا شروع کر دیا۔ پھر میں نے اپنے گھر کی تھوڑی بہت چیزیں خریدی شوہر دن کو بستی جاتا مگر رات کو واپس آ جاتا اس دوران مسلسل اصرار بھی کرتا رہتا تھا کہ واپس وہاں چلے جائیں۔ میں نے تنکا تنکا اکٹھا کر کے گھر بنایا تھا۔ اس لئے واپس اس جہنم میں نہیں جانا چاہتی تھی، مگر ایک دن جب میں کام سے واپس آئی تو گھر کو تالا لگا ہوا تھا اور میرا خاوند گھر کا سارا سامان اٹھوا کر بچوں کو لے کر بستی چلا گیا تھا۔ میں والدین کے گھر گئی مگر انہوں نے کہا کہ ہم مجبور ہیں کیا کر سکتے ہیں اور پھر آخر کار میں اسکے پاس بستی گئی، وہاں پر روئی، پیٹی، واسطے دیئے مگر اس نے میری ایک نہیں سنی الٹا مجھ پر تشدد کیا۔ چنانچہ دوسرے دن بہت ہی سوچ سمجھ کے بعد میرے ذہن میں بس ایک یہی سوچ آئی کہ مجھے دارلامان چلے جانا چاہیے، چنانچہ میں نے اپنی چھوٹی بچی کو ساتھ لیا اور یہاں چلی آئی۔

س: اب آپ نے طلاق کے لیے تنسیخ کا دعویٰ دائر کیا ہوا ہے۔

ج: جی ہاں! دارالامان میں پناہ لی ہوئی ہے۔ اور طلاق کے لیے تنسیخ کا دعویٰ کیا ہوا ہے

س: طلاق ملنے کے بعد آپ کہاں جائیں گی؟

ج: طلاق ملنے کے بعد عدت کی مدت تک تو یہاں دارالامان میں ہی گزاروں گی پھر اسکے بعد یہاں سے چلے جانا ہوتا ہے۔ خدا کی زمین وسیع ہے، کہیں بھی چلی جاؤں گی۔

س: کوئی یہاں ملاقات کے لیے آتا ہے؟

ج: کوئی نہیں آتا! اگر وہاں ظلم سہتی تھی تب بھی تحفظ نہیں دیتے تھے اور اگر یہاں آگئی ہوں تو بھی ان کے لیے مرگئی ہوں۔

اب مختصراً چند واقعات رسم ہذا کی مناسبت سے درج کیے جاتے ہیں۔

چند واقعات:

۱۔ موضع اوتیرا کی 30 سالہ خاتون کو شوہر نے تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ہاتھ پاؤں توڑ کر دو بچوں سمیت گھر سے باہر پھینک دیا خاتون کے والدین اس کو خطرناک حالت میں ہسپتال لے گئے۔ تفصیل کے مطابق شوہر کے تشدد کا شکار ہونے والی شہناز بی بی کے والد خادم حسین اور والدہ تاج بی بی نے بی۔وی ہسپتال میں بتایا کہ ان کی بیٹی کی شادی وٹہ سٹہ کے تحت اللہ دتہ سے ہوئی جبکہ اس کے بیٹے ارشد کو شادی شدہ گلاں مائی بیاہ دی گئی۔ ارشد نے گلاں کو طلاق دے دی جس کا اللہ دتہ کو رنج تھا۔ وہ نشے اور جوئے کا عادی اکثر شہناز بی بی کو تشدد کا نشانہ بناتا رہتا ہے۔ گزشتہ روز اس نے شہناز کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنا کر ہاتھ پاؤں توڑ دیئے 4 سالہ سمیرا اور تین سالہ شہزاد کے ساتھ گھر کے باہر کر دیا مدعیہ شہناز کی درخواست پر تھانہ سمہ سٹہ نے رپورٹ درج کر کے کاروائی شروع کر دی ہے۔ (۱۲)

۲۔ ملتان میں انور بی بی دختر محمد رمضان کی شادی سکندری نالہ کے قریب رہائش پذیر اللہ وسایا سے، جبکہ اللہ وسایا کی بیٹی فرزانہ کی شادی انور بی بی کے والد محمد رمضان سے وٹہ سٹہ کے تحت طے ہوئی۔ انور بی بی کے کم عمر ہونے کی وجہ سے ایک سال بعد رخصتی کا فیصلہ ہوا ساتھ کچھ رقم بھی اس وجہ سے دینا طے ہوا۔

انور بی بی ۱۶ اپریل کو ویمن سنٹر کے ذریعے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مہر عارف سیال کی عدالت میں پیش ہوگئی، جہاں بچی کے بیان کی روشنی میں عدالت نے اسے عارضی طور پر نانی حیات مائی عرف پھاناں کے حوالے کرتے ہوئے موضع کمو کھور یونین کونسل نمبر ۱۴۱ کے ناظم عبدالوحید کمبوہ کو ہدایات جاری کیں کہ وہ نابالغ بچوں کی شادی کے ایکٹ کی دفعہ ۹ کے تحت استغاثہ دائر کرے تا کہ مجرم کو قانون کے مطابق سزا مل سکے۔ (۱۳)

۳۔ ساہوکا فتح شاہ کے علاقہ چک KB-46 کے قمر کی شادی بہن کے وٹہ سٹہ میں ہوئی، قمر نے بیوی کو طلاق دے دی، جبکہ اس کی بہن اپنے گھر خوش تھی، گزشتہ رات قمر اپنے ساتھیوں رمضان اور عباس کے ہمراہ اپنی بہن کے گھر گیا اور فائرنگ کر کے اپنی بھانجی دولاں بی بی کو قتل اور بہن بکھابی بی کو شدید زخمی کر دیا، تھانہ فتح شاہ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔ (۱۴)

۴۔ ڈیفنس اے کے علاقے زیڈ بلاک ۱۹۳ (لاہور) کے رہائشی ڈاکٹر ابراہیم کی گھریلو ملازمہ شاہدہ کا رشتہ اس کی ماں نے اپنی بہن کی بیٹی کو بہو بنانے کے لیے اس کے بیٹے سے کر دیا، شاہدہ اس رشتہ پر خوش نہ تھی گزشتہ روز شاہدہ نے اس شادی پر زہریلی گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔ (۱۵)

۵۔ ۶ دسمبر کو قمر کے شیخ محلہ (شہدادکوٹ) میں مسلح افراد نے گھر میں گھس کر فائرنگ کر کے ۴۰ سالہ مسمات بلقیس اور اس کی اٹھارہ سالہ بیٹی مسمات تسلیم کو قتل کر دیا۔ فائرنگ سے ۱۴ سالہ مسمات شائلہ زخمی ہو گئی۔ مقتولہ بلقیس کے بیٹے جاوید نے بتایا کہ واردات کی وجہ وٹے سٹے کی شادی پر ہونے والا تنازعہ تھا، اس نے بتایا کہ مقتولہ تسلیم کی منگنی ملزم پنھل سے ہوئی تھی، ملزم کی مجرمانہ سرگرمیوں کی وجہ سے اس کی بہن نے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ (۱۶)

وٹہ سٹہ کرنے کی وجوہات

وٹہ سٹہ خاندان میں بھی کیا جاتا ہے اور خاندان سے باہر بھی مگر کس وجہ کی بنا پر وٹہ سٹہ خاندان میں یا خاندان سے باہر کیا جاتا ہے۔ اسکا جائزہ ذیل میں لیا جاتا ہے۔

1۔ قدیم روایت کی پاسداری:

خاندان میں وٹہ سٹہ قدیم زمانے سے ہوتا آرہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس رسم کی پاسداری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاندان سے باہر رشتہ نہیں کیا جاتا جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔

زوجہ غلام محمد خان گشکوری کہتی ہیں:

> ہماری قوم میں تقریباً تمام نسلوں میں وٹہ سٹہ کے تحت شادیاں ہوتی ہیں، اور برادری سے باہر شادی کا بالکل رواج نہیں، جونہی لڑکی پیدا ہوتی ہے اسی وقت اسکا رشتہ طے کر دیا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ 12 سال کی عمر میں اسکی شادی ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض لڑکی کا باپ بیٹی کے بڑا ہونے پر لڑکی دینے سے انکار بھی کر دے تو اس صورت میں تمام برادری متحد ہو جاتی اور اس لڑکی کے باپ سے منوانے کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے۔ کہ اُسے رسیوں سے باندھ دیا جاتا ہے اور ڈنڈا ہاتھوں میں

لے کر پوچھا جاتا ہے اب بتاؤ رشتہ دو گے یا نہیں؟ اور اسے برادری کا کہا ماننا پڑتا ہے۔(۱۷)

انجینئر عبداللطیف کھتیران کے مطابق

وٹہ سٹہ کے تحت رشتے ہمارے ہاں قدیم روایت ہے اور الحمدللہ کامیاب بھی ہیں یہ خاندان اور قبیلے میں باہم ہم آہنگی، اتحاد اور تعاون کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔(۱۸)

2۔جائیداد کی تقسیم کے عمل سے بچنے کے لیے:

جاگیرداروں اور وڈیروں کی ساری طاقت زمین پر اُن کے قبیلے کی وجہ سے ہے۔چنانچہ اپنی طاقت برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زمین کے حصے نہ ہونے دیں اگر وہ اپنی بہنوں کی خاندان سے باہر شادی کر دیں تو اس طرح بہنوں کے حصے کی زمین خاندان کے قبضے سے نکل جائیگی۔(۱۹)

One major reason of following the custom is property so that a stranger may not get share of his wife's inherited property.(۲۰)

سکینہ مائی کہتی ہیں کہ:

ہم تین بہنیں ہیں۔اور ایک بھائی ہے والدین حیات نہیں ہیں لیکن جب تک وہ زندہ رہے انھوں نے ہم بہنوں کی شادیاں اس لئے نہیں کیں کہ کہیں وراثت نہ دینی پڑے کیونکہ ہمارا بھائی اکلوتا ہے۔اس لیے اب میری عمر 50 سال ہے۔ایک بہن پاگل ہو چکی ہے اور ایک کی عمر 30 سال ہو چکی ہے ہم نے بھی باپ کے ورثہ کو بچانے کے لیے احتجاج نہیں کیا اور آج ہم اپنے بھائی کی شادی کر رہے ہیں۔(۲۱)

انا کی خاطر وٹہ سٹہ کرنا:

ہمارے خاندان میں وٹہ سٹہ کرتے وقت انا درمیان میں ضرور آتی ہے۔کہ اگر ہم نے لڑکی (عزت) دی ہے تو لیں گے بھی ضرور ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے۔آسیہ بی بی نے کہا ہے کہ:

ہمارے خاندان میں وٹہ سٹہ لازمی سمجھا جاتا ہے اور اگر وٹہ سٹہ میں لی جانے والی لڑکی کے لیے خاندان میں کوئی لڑکا موجود نہیں تب بھی لڑکی کا شادی شدہ بھائی یا باپ وٹہ میں آنے والی لڑکی کو دوسری بیوی کے طور پر منتخب کر لیتے ہیں اور اس میں کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔بلکہ اُن کے احساس برابری کو تقویت ملتی ہے۔(۲۲)

ہمارے پاس آنے والے عائلی تنازعات بالخصوص وٹہ سٹہ کے مسائل میں انا ایک اہم عنصر ہوتا

ہے،دونوں پارٹیاں جب تھانہ میں رپورٹ درج کروانے کے لیے آتی ہیں تو عموماً دیکھا گیا ہے کہ انا اور عزت کے احساسات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ دونوں پارٹیاں مصالحت پر راضی ہی نہیں ہو پاتی۔(۲۳)

غربت وٹہ سٹہ کرنے کی وجہ:

ہمارے علاقوں میں غربت ایک بہت بڑی وجہ ہے رشتے نہ کرنے کی آج کل شادیوں میں آپ دیکھیں سب سے پہلے جہیز کی ڈیمانڈ کی جاتی ہے ایسی صورت میں غریب لوگ کچھ نہیں کر سکتے چنانچہ لاشعوری طور پر وہ اپنے جیسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ جہیز کے جھنجھٹ سے بچ کر اپنے بچوں کے فرائض ادا کر سکیں اِس صورت حال میں وٹہ سٹہ ہی غنیمت لگتا ہے۔آواز فاؤنڈیشن کی طرف سے جنوبی پنجاب میں کی گئی ایک سٹڈی کے مطابق وٹہ سٹہ میں غربت ایک بہت بڑی وجہ ہے۔

A female Participant stated that without watta-satta custom, our girls would never get married, whereas outside families demand dowry. Therfore, some people follow the custom because it saves them form the dowry curse. In such situation both the families give dowry according to their capacity and in the "Nikah Nama" except mehar, they do not write anything else. otherwise dowry is demanded or given on equal basis. It is done so that the in laws could not quanel with the girl and she live with dignity and with prestige.(۲۴)

رابعہ الرباء کے مطابق:

بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ والدین اپنی غربت یا کسی اور مجبوری کے سبب نکاح بدل طے کر دیتے ہیں،اس طرح نہ ہی جہیز لیا جاتا ہے اور نہ دینا پڑتا ہے۔(۲۵)

وٹہ سٹہ کے بارے میں مختلف آراء:

معاشرے میں رائج ہر رسم اپنے اندر مثبت و منفی اثرات ضرور رکھتی ہے۔پاکستان کے مختلف علاقوں میں کثرت سے رائج رسم وٹہ سٹہ اپنے اندر کیا خصوصیات رکھتی ہے یا کس قدر اس کے منفی اثرات و نتائج سامنے آتے ہیں اسکا جائزہ درج ذیل آرا کی صورت میں لیا جاتا ہے۔

وٹہ سٹہ دراصل دو خاندانوں کے درمیان ملاپ کا اچھا طریقہ ہے اور اگر اسکی مصلحت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے مثبت نتائج سامنے آتے ہیں،یہ کوئی بری رسم نہیں بلکہ نہایت معقول رسم ہے،جسے غلط رویوں کی بھینٹ چڑھا کر ایک قسم کی گالی قرار دیا جاتا ہے،خاندان میں ہو تو بہت اچھا ہے اور اگر خاندان سے باہر

ہو تب بھی کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ عدل و انصاف کے تقاضوں اور مثبت سوچ کو فروغ دیا جائے اگر اِس سے دو خاندانوں کا مسئلہ حل ہو رہا ہو تو اِس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔(۲۶)

پروفیسر واجد مسعود "وٹہ سٹہ" کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وٹہ سٹہ قانوناً اور شرعاً کوئی جرم نہیں تقریباً پچاس فیصد اس کے مثبت نتائج نکلتے ہیں اور تقریباً پچاس فیصد ہی اس کے منفی نتائج سامنے آتے ہیں فائدہ اسکا یہ ہوتا ہے کہ مصلحت کے تحت یا مجبوریوں کے تحت ہی سہی گھر بسے رہتے ہیں، مثلاً ایک بندہ صرف اس وجہ سے خاموش رہتا ہے کہ دوسرے گھر میں اسکی بہن بھی موجود ہے۔ اگر وہ کچھ غلط کرلے گا تو اُس کی بہن کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا۔ نقصان اسکا یہ ہے کہ اگر کبھی ایک طرف کشیدگی بڑھ جائے تو اسکا اثر لازمی طور پر دوسری طرف پڑتا ہے، اور اکثر و بیشتر طلاق کی صورت میں تباہ کن نتائج سامنے آتے ہیں چنانچہ یہ مخصوص حالات و ماحول میں مصلحت پر منحصر ہے۔(۲۷)

وٹہ سٹہ کا پہلے رواج تھا مگر آج کل مجبوری ہے۔ پہلے کی عورت میں شعور کی کمی تھی، مار پیٹ کو شوہر کا حق اور اپنا فرض سمجھ کر قبول کرتی تھی۔ مگر آج کی عورت اپنے حقوق سے آگاہ ہے اب وہ چاہتی ہے کہ میری بھی عزت کی جائے وہ نہ صرف اپنے فرائض سے آگاہ ہے بلکہ خاوند کے فرائض کو بھی پہچانتی ہے۔ چنانچہ وٹہ سٹہ پہلے دور میں رواج تھا لیکن اب اگر ہوتا ہے تو یہ مجبوری ہے۔ بیٹی چاہے دیہات میں ہو یا شہر میں والدین کے لیے طعنہ بن کر رہ گئی ہے۔ اور اگر والدین جبراً وٹہ سٹہ کر بھی دیتے ہیں تو معاشرتی تقاضے انھیں ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ ماں باپ ہیں جلاد نہیں چنانچہ بوجہ مجبوری وٹہ سٹہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔(۲۸)

ایسی ناخوشگوار شادیوں سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں مثلاً ایک تو یہ کہ ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے فساد برپا ہوتے ہیں گھروں کا سکون تباہ ہو جاتا ہے اور اسکا اثر براہ راست بچوں پر ہوتا ہے اور نقصان دہ اثرات مرتب کرتا ہے۔ عمروں میں زیادہ فرق کی وجہ سے بھی ازدواجی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

اِس کے علاوہ جوڑوں میں سے کسی ایک کی نااتفاقی کی وجہ سے دوسرے جوڑے کو بھی اِتنا ہی بھگتنا پڑتا ہے خواہ ان میں اُنکا قصور نہ بھی ہو، طعنے سننے پڑتے ہیں جسکی وجہ سے زندگی میں تلخی اور زہر گھل جاتا ہے، کوشش ہونی چاہیے کہ ایسی شادیاں نہ ہوں کیونکہ یہ نہ صرف خاندانوں تک قائم رہنے کی وجہ سے آنے والی نسلوں پر بھاری ہیں، بلکہ معاشرتی بگاڑ کا بھی باعث ہیں۔ یہ احتیاط اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

جب ماں باپ اس پر سختی سے ڈٹ جائیں کہ سماج کی اس گھمبیر رسم کو توڑنا ہے۔ کیونکہ یہ ایک طرح کا مہلک مرض ہے۔ جو ہمارے معاشرے کو اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے۔ اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ (۲۹)

وکیل یاسمین حسن نے گھریلو تشدد پر ایک رپوٹ لکھی ہے۔ اور اُنکا کہنا ہے کہ "وٹہ سٹہ شادیوں میں دو عورتوں کی تباہی کا سامان چھپا ہے۔ اُن کی شادی کے معاملات اُن کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی شادی ان کی بہتری اور خوشحالی کے خیال سے نہیں کی جاتی نہ صرف یہ بلکہ ان کی خوشگوار ازدواجی زندگی کا دارومدار اُن لوگوں پر ہے جو اِس بندھن سے باہر ہیں۔ ایک گھر میں ناراضگی سے دوسرے گھرانے کے میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔ لالی کی شادی وٹہ سٹہ کے نتیجے میں ہوئی۔ وہ اپنے شوہر کیساتھ خوش وخرم تھی لیکن جب اس کے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو وہ زبردستی حاملہ لالی کو گھر لے آیا۔ وہ اور اسکا شوہر طلاق نہیں چاہتے تھے۔ مگر ان سے زبردستی طلاق کے کاغذات پر دستخط کرائے گے۔ (۳۰)

ڈاکٹر بشیر احمد رند کے مطابق:

> اگر رسم کا مقصد رشتوں کو مضبوط بنانا ہو اور طرفین کو بھی اعتراض نہ ہو تو ایسی رسوم کی گنجائش موجود ہے، لیکن اگر ایسی رسوم میں جہاں بدنیتی اور نکاح شغار کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو ایسے رشتہ کا نہ ہونا ہی بہتر ہے، کیونکہ جس تعلق اور تعارف کی ابتدا ہی شک اور گمراہی پر ہو، اُس تعلق اور رابطے کا انجام یقیناً مصائب کا پیش خیمہ ہوگا۔ (۳۱)

شریعت اسلامیہ اور وٹہ سٹہ

وٹہ سٹہ کا طریقہ جو ہمارے ملک میں رائج ہے، کے بارے میں تصور ہے کہ یہ دراصل نکاح شغار جیسا ہے، چنانچہ مختصراً نکاح شغار کی وضاحت درج ہے۔

شغار کے لغوی معنیٰ!

> الشغر: الرفع. شغر الكلب يشغر شغرا رفع احدى رجليه يسبول وشغرت الارض والبلد اى خلت من الناس ولم يبق بها احد يحميها ويضبطها. (۳۲)
>
> والشغار، بالكسر، من نكاح الجاهلية: هوان تزوج الرجل امراة ماكانت على ان يزوجك أخرى بغير مهر. (۳۳)

لغت کی رُو سے شغار کے معنی ہیں "کتے کا پیشاب کے لیے ٹانگ اُٹھانا" پھر یہ جماع کے وقت عورت کی ٹانگیں اٹھانے کے لئے اس مشابہت کے باعث استعمال ہوا۔ بعد میں فقہا نے اس نکاح سے مہر اُٹھا

دینے کے معنوں میں اسکا استعمال کیا۔(۳۴)

اصطلاحی مفہوم:

فقہاء کی اصطلاح میں شغار یہ ہے کہ "دواشخاص دوعورتوں سے اس طرح شادی کریں کہ ایک عورت کو دوسری عورت کا مہر قرار دیا جائے"(بالعموم ایسے نکاح کو وٹہ سٹہ کا نکاح کہا جاتا ہے۔)(۳۵)

اصطلاحی معنی:

هو ما رفع فيه المهر من العقد وصورته:

ان يزوج الرجل قريبته رجلا آخر، على ان يزوجهُ الاخر قريبتهُ بغير مهر منهما، ويكونُ بفع كل واحده مهر الاخرى.

عند الظاهرية: وفي قول للحنابلة: هو أن يتزوج هذا قريبة هذا على ان يزوجهُ الاخر قريبتهُ ايضاً، سواء ذكر في كل ذلك صداقا لكل واحدة منهما، اولاحداهما دون الاخرى، اولم يذكرا في شئي من ذلك صداقا.(۳۶)

نکاح شغار کی صورتیں

نکاح شغار کی تین صورتیں اور وہ سب ناجائز ہیں۔

1۔ ایک یہ کہ آدمی دوسرے آدمی کو اس شرط پر اپنی لڑکی دے کہ وہ اس کے بدلے میں اپنی لڑکی دے گا اور ان میں سے مہر ایک لڑکی دوسری کا مہر قرار پائے۔

2۔ دوسرے یہ کہ شرط تو وہی ادلے بدلے کی ہو مگر دونوں سے برابر، برابر مہر (مثلاً 5,5 ہزار روپیہ) مقرر کیے جائیں اور محض فرضی طور فریقین میں ان کا مساوی رقموں کا تبادلہ کرلیا جائے دونوں لڑکیوں کو عملاً ایک پیسہ بھی نہ ملے

3۔ تیسرے یہ کہ ادلے بدلے کا معاملہ فریقین میں صرف زبانی طور پر ہی طے نہ ہو بلکہ ایک لڑکی کے نکاح میں دوسری لڑکی کا نکاح شرط کے طور پر شامل ہو۔

ان تینوں صورتوں میں سے جو بھی اختیار کی جائیگی شریعت کے خلاف ہوگی۔پہلی صورت کے ناجائز ہونے پر تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔البتہ باقی دوصورتوں میں اختلاف واقع ہوا ہے۔لیکن مجھے دلائل شریعت کی بناء پر یہ اطمینان حاصل ہے کہ یہ تینوں صورتیں شغار ممنوع کی تعریف میں آتی ہیں اور تینوں صورتوں میں

اس معاشرتی فساد کے اسباب یکساں طور پر موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے شغار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔(۳۷)

نکاح شغار اور احادیث مبارکہ:

عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ نهى عن الشغار والشغار ان يزوج الرجل الرجل ابنته على ان يزوجه ابنته، وليس بينهما صداق.(۳۸)

ابن عمرؓ سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار کرنے سے منع فرمایا، مسدود کی روایات میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا شغار کیا چیز ہے اُس نے کہا کہ یہ کہ کوئی شخص اپنی بیٹی سے کسی کا نکاح اس شرط پر کر دے کہ وہ شخص بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے یا اس طرح بہن کا نکاح اور پھر دونوں آپس میں مہر مقرر نہ کریں۔

عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ نهى عن الشغار.(۳۹)

(ترجمہ) ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

عن ابی هریرةؓ قال نهى رسول الله ﷺ عن الشغار قال عبيد الله والشغار كان الرجل يزوج ابنته على ان يزوجه اخته۔(۴۰)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ نے شغار سے اور بیان کیا عبید اللہ نے جو راویوں میں ہیں اِس حدیث کے، شغار یہ ہے کہ نکاح کر دے کوئی آدمی اپنی لڑکی کا اس شرط پر کہ نکاح کرا دے وہ دوسرا آدمی اپنی بہن کا اس سے۔

ان العباس انكح عبد الرحمن بن الحكم ابنته وانكحة عبد الرّحمن بنته وقد كانا جعلاه صداقا فكتب معاويه بن ابی سفيان وهو خليفة الى مروان يامره بالتفريق بينهما وقال فی كتابه هذا التشغار قد نهى رسول الله ﷺ عنه.(۴۱)

عباس بن عبد اللہ بن عباس نے اپنی بیٹی عبد الرحمٰن بن حکم کو بیاہ دی اور عبد الرحمان نے اپنی بیٹی عباس بن عبد اللہ کو اور دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ معاویہؓ جو اس وقت خلیفہ تھے، نے مروان کو لکھا ان دونوں کا نکاح توڑ دو اور لکھا کہ یہی شغار ہے جس سے رسول اکرمؐ نے منع فرمایا ہے۔

امام شافعی نکاح شغار کے بارے میں کہتے ہیں کہ **فلا يحل النكاح وهو مفسوخ۔**(۴۲)

امام ابن تیمیہ نکاح شغار کو معلل قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس میں ایک عورت کی شرم گاہ کے بدلے دوسری عورت کی شرم گاہ ہوتی ہے۔(۴۳) جبکہ محمد بن عبد الوہاب اس کو نکاح فاسد کی قسم سے تعبیر کرتے ہیں۔(۴۴)

حافظ عبد الرحمان مبارکپوری نکاح شغار سے متعلق فقہاء کا اختلاف نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ابن عبدالبر کا قول ہے کہ علماء کا نکاح شغار کے عدم جواز پر اجماع ہے، لیکن اس کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور اس کے باطل ہونے کے قائل ہیں، جبکہ ایک روائت کے مطابق امام مالک کہتے ہیں کہ قبل از دخول نکاح مذکورہ فسخ ہوگا بعد میں نہیں، ابن منذر اوزاعی سے روائت کرتے ہیں کہ حنفیہ اس نکاح کے قائل ہیں البتہ ان کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا۔(۴۵)

وہبہ الزحیلی نکاح شغار پر مزید بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی تولیت میں موجود اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح کسی دوسرے کی تولیت میں موجود (بہن یا بیٹی) سے کرے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کی شرم گاہ کے علاوہ کوئی مہر نہ ہو، علماء کا شغار کے اس مفہوم پر اتفاق ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس کی ممانعت کے ثابت ہونے کی وجہ سے یہ نکاح جائز نہیں، کیونکہ یہ مہر کے بغیر ہوتا ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ اگر یہ واقع ہو جائے تو کیا یہ مہر مثل کے ساتھ صحیح ہو جائے گا یا نہیں۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے قول کے مطابق یہ صحیح نہیں ہوگا، دخول سے پہلے ہو یا بعد میں، یہ نکاح فسخ ہوگا، جبکہ امام ابوحنیفہ کے مطابق نکاح شغار مہر مثل کے ساتھ درست قرار پائے گا، چونکہ سنت میں اس کی نہی کراہت پر محمول ہے اور کراہت عقد کے فساد کو لازم نہیں کرتی۔ البتہ از روئے شرع دو امر واجب ہوں گے، ایک کراہت، دوسرا مہر مثل، خلاصہ یہ کہ جمہور کے نزدیک نکاح شغار باطل ہے اور حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، جمہور کے نزدیک اگر ایسا نکاح ہو جائے، دخول ہو چکا ہو یا نہیں، وہ نکاح فسخ ہوگا۔(۴۶)

قانون اور وٹہ سٹہ

عام طور پر وٹہ سٹہ کے مسائل قانون کی حدود میں اس وقت داخل ہوتے ہیں جب اس میں شریک کوئی فریق معاہدے کی پابندی نہیں کرتا مثلاً جب ایک خاندان لڑکی دینے سے انکار کردے یا جہاں تبادلے کی کمی پوری کرنے کے لیے رقم ادا نہیں کی گئی ہو (جیسے ایک دلہن دوسری سے زیادہ خوبصورت ہو) یا جب فریق طلاق کی کاروائی میں مبتلا ہو۔ چونکہ زبانی معاہدوں کی معاشرے میں وہ اہمیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اس لیے یہ رُجحان بڑھ رہا ہے۔ کہ وٹہ سٹہ کی تمام تفصیلات کو اسٹام پیپر (Stamp paper) پر درج کرلیا جائے اور اگر انکی خلاف ورزی کی جائے تو دباؤ ڈالنے کے لیے مقدمہ بھی درج کرلیا جاتا ہے اِس کے باوجود بہت کم خاندان عدالت میں مقدمے لے کر جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسی شادیاں اکثر بچپن کی شادی کی ممانعت کے

قانون(Child Marriage Restraint Act) کی خلاف ورزی کر رہی ہوتی ہیں (مثلاً نوجوان جوڑے کے نکاح کے وقت دلہن کی عمر قانونی حد سے کم ہو) جس کے لیے الٹا مدعی پر مقدمہ ہو سکتا ہے۔عدالتوں نے وٹہ سٹہ کے معاہدوں کو مسترد کر دیا۔

عدالتیں ایسے معاہدوں یا تحریروں کی قانونی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتیں جن میں وٹہ سٹہ کی کسی خاص شکل پر زور دیا گیا ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ قانون اور مسلم فقہ کے مطابق عورت کو شادی کے معاملے میں مکمل آزادی اور اختیار حاصل ہے۔اور کوئی بھی معاہدہ اسکی مرضی کے خلاف اس کو کسی شخص سے شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔(۴۷)

خلاصۂ بحث ونتائج:

رسم وٹہ سٹہ کا مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

وٹہ سٹہ نہ صرف علاقائی بلکہ قومی سطح پر رائج ایک رسم ہے۔رسم ہذا پاکستان میں بالعموم اور پنجاب وسندھ میں بالخصوص کثرت سے رائج ہے، اِن علاقوں میں رسم ہذا کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ مخصوص ماحول اور حالات میں اِس کے تحت کئے گئے رشتے مختلف وجوہ کی بنا پر کبھی تو کامیاب ہو جاتے ہیں اور کبھی ناکام ہو جاتے ہیں۔لہذا اسے مکمل طور پر نہ تو اچھی رسم کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مکمل طور پورا سے تباہ کن رسم کہا جا سکتا ہے۔ویسے بھی اگر غیر جانبدارانہ طور پر دیکھا جائے تو کوئی رسم اچھی یا بری نہیں ہوتی اس رسم کا مثبت ومنفی استعمال اسے اچھا یا بُرا بناتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر رشتہ طے کرتے وقت وٹہ سٹہ کی بات ہی ذہن میں نہ لائی جائے اور ایک مناسب حق مہر کے تحت دو لڑکیاں ایک دوسرے کے خاندان میں بیاہ دی جائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اگر ذہن میں شرط ادلے بدلے والی ہو اور مہر کے بارے میں انصاف سے کام نہ لیا جائے یا بغیر مہر کے لڑکیوں کا تبادلہ کر کے شادی کر دی جائے تو اس سے وٹہ سٹہ کے تحت کیا گیا نکاح، نکاح شغار کہلاتا ہے جسکی ممانعت احادیث سے ثابت ہے۔

تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ وٹہ سٹہ کے تحت کی گئی شادیوں کی تعداد بکثرت ہے۔کئی نسلوں سے لوگ وٹہ سٹہ کے تحت شادیاں کر رہے ہیں لیکن ان میں اکثریت کی زندگی پُرسکون نہیں اگر غیر خاندان میں رشتہ ہوا ہے تو بہت جلد ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر آپس میں بھی وٹہ سٹہ ہے تو کہیں کہیں پر بحالت مجبوری قائم ہے۔اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اس طرح کی شادیوں میں خسارہ لڑکی کے حصے میں آتا ہے کبھی 50 سالہ بھائی کے

لئے 9 سالہ لڑکی قربان ہو رہی ہے تو کہیں وہ والدین کی عزت و آبرو کے لئے خاموش ہے۔

بہر حال اگر دونوں فریقین مثبت سوچ کیساتھ قائم کردہ دو رشتوں کو آگے بڑھانے اور قائم رکھنے کی سوچ رکھیں تو وٹہ سٹہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اسی طرح نکاح شغار وٹہ سٹہ نہیں بلکہ سٹا بٹا ہے، کیونکہ سٹا بٹا کے معنی جہاں تبادلہ اور لین دین کے ہیں، وہاں سازش، گٹھ جوڑ اور ناجائز تعلق کے بھی ہیں (۴۸) چنانچہ راقم کی رائے میں نکاح شغار لین دین کے معاملے میں مہر بچانے کے لئے کئے جانے والے گٹھ جوڑ اور سازش کی بناء پر حرام ہے، اور سٹا بٹا کے مفہوم میں بھی یہی بدنیتی ہے۔ اس لئے سٹا بٹا والا نکاح حرام ہوگا۔ چنانچہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ جس تبادلے کے نکاح میں بدنیتی شامل ہو، ایسا نکاح سٹا بٹا، جبکہ تبادلے کا وہ عمل جسمیں قانونی اور شرعی تقاضے پورے کئے گئے ہوں اور وہ خلوص پر مبنی ہو، وہ عائلی معاہدات یا نکاح وٹہ سٹہ کہلائیں گے، جن کے وقوع پذیر ہونے کا جواز موجود ہے۔

البتہ سٹا بٹا اور وٹہ سٹہ کے نکاح کی ایک قباحت یہ ہے کہ ایسی شادی یا رشتہ دو خاندانوں یا بڑے بزرگوں کے مابین طے کیا جاتا ہے، جس میں دونوں طرف کی عورتوں سے بالعموم رضا نہیں لی جاتی۔ حالانکہ شریعت تو نکاح کے سلسلے میں سب سے زیادہ حق اور اختیار تو عورت کو دیتی ہے۔ بطور دلیل دو حوالے درج ذیل ہیں

عبدالرحمٰن بن یزید سے روائت ہے کہ ایک شخص جس کا نام خِذام تھا، نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، بیٹی نے باپ کا نکاح تسلیم نہ کیا اور آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے باپ کا نکاح فسخ کر دیا، پھر اس نے ابوالبابہ بن عبدالمنذر سے نکاح کیا۔ (۴۹)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روائت ہے کہ جب عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہوا تو ان کے بھائی قُدامہ نے، جو میرے بھی ماموں تھے، نے ان کی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا، جبکہ لڑکی سے نہ پوچھا گیا، چنانچہ لڑکی نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور کہا کہ وہ مغیرہ بن شعبہ کو پسند کرتی ہیں، چنانچہ قُدامہ نے اس کا نکاح مغیرہ سے ہی کر دیا۔ (۵۰)

چنانچہ وٹہ سٹہ کی شادی میں دونوں طرف کی خواتین کی رضامندی بھی لازمی حاصل کی جائے۔

حوالہ جات

۱۔ تنویر بخاری، سید، تنویر اللغات، نیو بک پیلس اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۸ء/ ۱۹۹۷ء، ص ۸۴۰

۲۔ وارث سرہندی (مولف)، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۴۳

۳۔ رابعہ الربا، عورت: مصائب، وجوہات، نفسیات، دعا پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۸۷

۴۔ Ihsan H.Nadien, Punjab: Land, History, People, Al-Faisal Nashran, Lahore, 2005.P,219

۵۔ وٹہ سٹہ، رپورٹ، عاصمہ ناصر، روزنامہ پاکستان، لاہور، ۱۴ مئی ۲۰۰۶ء

۶۔ Social Empowerment, Legal Rights and Poverty in urban and Rural Areas of Pakistan, Raasta Development consultants, 1992.P,17

☆ تفصیل کے لئے دیکھئے، استثنا، ۵: ۲۲/۲۱

۷۔ تصورات عرب قبل اسلام، ص ۱۱۴

۸۔ People's Perception about discriminatry laws customary practices promoting violence against women, Awaz Foundation Multan, Pakistan, ND, P,26

۹۔ وٹہ سٹہ، رپورٹ، عاصمہ ناصر، روزنامہ پاکستان، لاہور، ۱۴ مئی ۲۰۰۶ء، ص ۸

۱۰۔ انٹرویو، زوجہ بشیر احمد، ضلع ڈیرہ غازی خان، مورخہ ۲۰۰۷-۰۳-۰۲ بوقت ۷ بجے

۱۱۔ انٹرویو، فائزہ بی بی زوجہ لعل محمد، ضلع راجن پور مورخہ ۰۷-۳-۲ بوقت ۱۰ بجے

۱۲۔ روزنامہ جنگ ملتان، ۳۰ جنوری ۲۰۰۷ء

۱۳۔ روزنامہ جنگ ملتان، ۱۷ اپریل ۲۰۰۷ء

۱۴۔ روزنامہ جنگ ملتان، ۱۵ اگست ۲۰۰۸ء

۱۵۔ روزنامہ ایکسپریس، لاہور، ۲۸ جون ۲۰۰۹ء

۱۶۔ ماہنامہ جہد حق، لاہور، شمارہ نمبر ۱، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۲۰

۱۷۔ انٹرویو، پٹھانی مائی، ضلع راجن پور، مورخہ ۲۰۰۷-۳-۲۰ بوقت ۱۴:۳۰ بجے

۱۸۔ انٹرویو: کھیتر ان، عبدالطیف، تحصیل آفیسر موسیٰ خیل، مورخہ ۲۰۱۰-۰۱-۲۳

۱۹۔ کساندڑا البچن، سمعیہ خاور ممتاز، عورت، قانون اور معاشرہ، فواد عثمان خان، سنبلہ فواد (مترجم)، شرکت گاہ، لاہور، پاکستان، ۱۹۹۶ء، ص ۶۰

۲۰۔ People's Perception about discriminatry laws customary practices promoting violence against women,P,26

۲۱۔ انٹرویو: سکینہ مائی تحصیل تونسہ، مورخہ، ۲۰۷-۰۴-۰۲ بوقت 4:50

۲۲۔ انٹرویو: آسیہ بی بی، ضلع راجن پور، مورخہ ۲۰۰۷-۰۴-۱۶ ابوقت ۱۵:۴۰

۲۳۔ انٹرویو: برمانی، محمد مجاہد، SHO تھانہ کوٹ مبارک مورخہ ۲۰۱۰-۰۱-۲۱ بوقت ۱۸:۰۰ بجے

۲۴۔ People's Perception about discriminatry laws customary practices promoting violence against women,P,26

۲۵۔ رابعہ الرباء، عورت: مصائب، وجوہات، نفسیات، دعا پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص، ۸۸

۲۶۔ انٹرویو، کھوسہ، ذوالفقار علی خان، سردار کھوسہ تمن، مورخہ ۲۰۰۷۔۳۔۱۲ ابوقت ۲۰:۳۰ بجے

۲۷۔ انٹرویو، واجد مسعود، سابق کنٹرولر امتحانات وچیئرمین شعبہ باٹنی، گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان ۲۰۰۷۔۲۔۱۱، بوقت 12:30

۲۸۔ انٹرویو، قیصرانی، اورنگزیب، یونین ناظم ٹبی قیصرانی، ضلع ڈیرہ غازی خان، مورخہ ۲۰۰۷۔۳۔۱۶، بوقت 16:20

۲۹۔ وٹہ سٹہ، رپورٹ، عاصمہ ناصر، روزنامہ پاکستان، لاہور، ۱۴ مئی ۲۰۰۶ء، ص ۸

۳۰۔ عورت، قانون اور معاشرہ، ص، ۱۷

۳۱۔ انٹرویو: بشیر احمد رند، ڈاکٹر، بمقام علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، مورخہ ۲۰۰۹-۱۲-۲۵، بوقت 16:00

۳۲۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دارصادر، بیروت، س۔ن، ٤/ ٤١٧

۳۳۔ الزبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۳۹/۷

۳۴۔ الصاوی، الشیخ احمد، بلغة السالك لاقرب المسالك، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۵ء ۲۸۸/۲

۳۵۔ الجزیری، عبدالرحمٰن، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، منظور احسن عباسی (مترجم)، شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص، ۲۳۲

۳۶۔ سعدی، ابوحبیب، القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحاً، دارصادر، بیروت، س۔ن، ص ۳۶۱

۳۷۔ مودودی، ابوالاعلی، سید، تفہیم الاحادیث، تخریج و ترتیب عبدالوکیل علوی، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۲۰۰۴ء، ۸۲/۵

۳۸۔ نسائی، عبدالرحمٰن، امام، سنن نسائی، کتاب النکاح تفسیر الشغار، (۳۳۳۷) اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور، ۱۹۸۵ء

۳۹۔ مسلم،الجامع الصحیح المسلم، کتاب النکاح ،باب تحریم النکاح الشغار(۸۰۸)ادارہ اسلامیات،لاهور،س۔ن

۴۰۔ سنن نسائی، کتاب النکاح،تفسیر الشغار،(۳۳۳۴)

۴۱۔ الفارسی،علی بن بلبان، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، باب الشغار،ذکر وصف الشغار الذی نهی عن استعماله،(۴۱۴۱)،،دارالکتب العلمیه بیروت،۱۹۸۷ء،۵/ ۱۸۰

۴۲۔ الشافعی،محمد بن ادریس،الأم،دارالکتب العلمیه بیروت،۲۰۰۲ء،۵/۱۱۳

۴۳۔ الحنبلی،عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم،مجموع فتاوی ابن تیمیه،طبع بامر خادم الحرمین الشریفین،س۔ن، ۱۶۲/۲۳

۴۴۔ مجموع مولفات الشیخ محمد بن عبدالوہاب،دارالقاسم،ریاض۲۰۰۰ء،ص۴۶۶

۴۵۔ المبارکپوری،محمد عبدالرحمٰن،تحفۃ الاحوذی،دارالکتب العلمیہ بیروت،۲۰۰۱ء،۲۲۸/۴

۴۶۔ وھبہ الزحیلی،ڈاکٹر،الفقہ الاسلامی وادلتہ،دارالفکر المعاصر،بیروت لبنان،۱۹۸۹ء،۱۱۶/۷

۴۷۔ عورت،قانون اور معاشرہ،ص۲۵

۴۸۔ تنویر بخاری،پنجابی اردو لغت،اردو سائنس بورڈ،لاہور،۲۰۰۰ء،ص،۱۰۳۰

۴۹۔ ابن ماجه، محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجه،مولانا عطاالله ساجد(ترجمه و فوائد)،کتاب النکاح،باب من زوّج ابنته وهی کارهة(۱۸۷۳)، دارالسلام، ریاض، ۱۴۲۸،۳/۱۰۵

۵۰۔ سنن ابن ماجه،کتاب النکاح،باب نکاح الصغار یزوجهن غیر الآباءِ(۱۸۷۸)،۳/۱۰۹